(اردو شاعری میں طنز و مزاح کے اس دور میں جہاں علامہ اقبال کا نام آیا ہے وہاں جوش ملیح آبادی کی مخصوص طنزیہ روش کا ذکر بھی ضروری ہے ۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ جوش کے ہاں وہ جوش و انہماک اور تندی و تیزی ہے جو لطیف مزاح کی متحمل نہیں ہوسکتی تاہم اس شاعر کا ایک یہ بھی کمال ہے کہ وہ ایک لحظہ تو بلند بانگ الفاظ اور پر جوش انداز تکلم سے ناظر کے احساسات کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور دوسرے ہی لمحے اپنے ترکش سے طنز کا ایک ایسا زہر آلود تیر نکالتا ہے جو دل کی گہرائیوں تک اتر جاتا ہے اور جس کی خلش ایک تبسم بن کر ہونٹوں پر پھیل جاتی ہے ۔

جوش ملیح آبادی کی اس طنز میں علامہ اقبال کی طنز کی سی گہرائی موجود نہیں لیکن اس کا میدان عمل یقیناً وسیع ہے ۔ وہ روایتی انداز سے ملا اور زاہد پر بھی طنز کرتے ہیں اور ایک خالص انقلابی کی طرح مہاجن کی حرص و ہوا کا بھی مذاق اڑاتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ وہ انسان کی عالمگیر غیر ہمواریوں سے بھی بے نیاز نہیں رہتے ۔ چنانچہ اپنی نظموں غزلوں اور خاص طور پر اپنی رباعیوں میں انہوں نے انتہائی دلچسپ طریق سے بہت سے انسانی مسائل پر قلم اٹھایا ہے ——— اس طور کہ اشیا یا واقعات کے مضحکہ پہلو ابھر کر ہمارے سامنے آگئے ہیں ۔ جوش کے ہاں طنز کے اس تدریجی ارتقا کا اندازہ ان چند ٹکڑوں سے بآسانی ہوسکتا ہے :-

زاہد رہ معرفت دکھا دے مجھ کو   یہ کس نے کہا ہے کہ سزا دے مجھ کو

طنزیہ روشوں سے قطع نظر جن کا آگے چل کر ذکر ہوگا موجودہ دور کی شاعری میں طنز و مزاح کے دو نمونے زیادہ نمایاں ہیں اور ان پر دو نمونوں کی شاعری کے مجموعی تاثر کو آج کی طنزیہ و مزاحیہ شاعری قرار دیا جا رہا ہے ۔ مولوی عبدالباری آسی نے اپنی مشہور کتاب "تذکرہ خندہ گل" میں دور حاضر کے ایسے بہت سے معروف و غیر معروف شعرا کا ذکر کیا ہے